© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاص الفقہ

ایک دکھنی تعلیمی مثنوی مؤلفہ حاجی محمد رفعتی فتاحی

مرتبہ

مولانا ابو النصر محمد خالدی صاحب

فتاحی کی اب تک تین مثنویوں کا پتہ لگا ہے :-

۱ - مفید الیقین : اس میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور خاص طور پر آپ صلعم کے معجزے منظوم کئے گئے ہیں، تین ہزار سے کچھ زائد اشعار کی یہ مثنوی سنہ دس سو چھیانوے ہجری میں مکمل ہوئی۔

ملاحظہ ہو۔ اُردو قلمی کتابوں کی فہرست کتب خانہ (مختاریہ) سالار جنگ - حیدر آباد دکن۔ سنہ تیرہ سو چہتر ہجری۔ صفحہ سات سو باون۔

۲ - شعب ایمان : (شعب بروزن خسر - شعبہ کی جمع) سوا سو شعر کی اس مختصر مثنوی میں مسلمانوں کو جن جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان سب کو نظم کیا گیا ہے، یہ سنہ گیارہ سو تیس ہجری میں قلم بند کی گئی۔

تفصیل کے لئے محوّلہ صدر فہرست کا صفحہ ایک سو پینتالیس اور "ہماری زبان" مورخہ یکم جولائی سنہ انیس سو اکسٹھ ملاحظہ ہو۔

۳ - خاص الفقہ : اس میں فتاحی فرماتے ہیں :

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ خاص الفقہ نام اس کا تو جان	سو نعمان کے ہے پاک مذہب میں مان	شعر نشان ۹
یو فتاحی جو رفعتی سو مدام	ثنا حمد رب پر نبی پر سلام	ش ۷۴۰
سو خاص الفقہ تو سمجھ اس کا نام	خدا کے کرم سوں ہوا ہے تمام	ش ۷۴۱
ہزار ایک پر سو واڑتیس سال	شروع ہیں یہ ہجرت کے نیکو خصال	ش ۷۴۲
محرم کے غرہ کو ہو یو تمام	ہو یوم الاحد میں نبی پر سلام	ش ۷۴۳
کیا ہوں یہ ایلور میں تو پچھان	مبارک رسالہ ہوا ختم جان	ش ۷۴۴

مثنوی کا اجمالی تعارف خود صاحبِ مثنوی نے ان بیتوں میں کر دیا ہے، نثر عاری میں اس کی وضاحت یہ ہے کہ محمد رفعتی نامی بزرگ جن کا تخلص فتاحی تھا۔ خاص الفقہ نامی ایک مثنوی بروز یکشنبہ بتاریخ یکم محرم سنہ گیارہ سو اڑتیس ہجری مطابق انتیس اگست سنہ سترہ سو پچیس عیسوی میں بمقام ایلور واقع ریاست آندھرا مکمل کی، اس میں امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے (م ایک سو پچاس ہجری) مسلک کے مطابق عقائد اور اس کے بعد عبادات کے احکام بیان کئے ہیں، ابتدائی بیتوں میں حمد و نعت وغیرہ ہے، پھر عقائد کی تفصیل کے بعد طہارت، اذان، نماز، زکوٰۃ، فطرہ، خمس، روزہ اور حج کے مسائل ہیں، آخر میں مصنف نے مثنوی کی تالیف کے وقت و مقام کا ذکر کرتے ہوئے دعا پر اصل مثنوی ختم کر دی، اس کے بعد موضوع سے غیر متعلق تقریباً سرسٹھ اشعار کی ایک مستقل مناجات ہے، اس مناجات کے اختتام پر فتاحی نے مومنوں سے دعا کی درخواست کر کے قلم ہاتھ سے رکھ دیا۔

مخطوطہ کی صوری تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات" جلد دو۔ صفحہ چوہتر، حیدر آباد۔ سنہ تیرہ سو اکاسی ہجری۔

مفید الیقین کے اختتام کا سنہ دس سو پچانوے ہجری ہے، اس وقت فتاحی کی عمر اگر پچیس سال کے لگ بھگ فرض کی جائے تو خاص الفقہ کے مکمل ہونے تک ان کی عمر کا چھٹا دہا پورا ہو چکا ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ مناجات میں عموماً بندہ اپنے مالک سے اپنی شخصی آرزوؤں اور دلی ارمانوں کے پورا کرنے کی استدعا کرتا ہے۔ فتاحی بھی اپنی زندگی کے آخر وقت کو یاد کر کے قبر و حشر کی ہولناکیوں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پناہ مانگتے ہوئے دوزخ کے عذاب سے بچنے، جنت کی نعمت سے بہرہ ور اور اللہ کے دیدار سے مشرف ہونے کی التجا کرتے ہیں۔ مناجاتی ابیات کی سرسری قرارت ہی سے ایک معتدل مزاج قاری کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ مصنف پر خوف ورجا کی جو کیفیت طاری ہے وہ عارضی ہے اور نہ رسمی وظاہری بلکہ یہ اس کے گہرے قلبی احساسات کا پرتو ہے۔ غالباً اسی خلوص وصداقت کی وجہ سے مناجات کی اثر انگیزی، سادگی وبے ساختگی میں شروع سے آخر تک کوئی کمی نظر نہیں آتی، کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان ابیات کی تنظیم کے وقت مصنف کو اعذر اللہ الی امرئٍ اخّر اجلہ حتی بلغ ستین سنۃ (صحیح البخاری کتاب الرقاق ۸۱ باب من بلغ ستین سنہ الخ ۵) اور عمر امتی من ستین سنۃ الی سبعین سنۃ میری امت کے افراد کی عمریں (عموماً) ساٹھ اور ستّر سال کے درمیان ہیں (سنن الترمذی۔ کتاب الزھد۔ باب ماجاء فی فناء اعمار ھذہ الامۃ ۲۳) جیسے فرمودات رسالت صلعم بار بار یاد آرہے ہیں۔

پیشِ نظر مثنوی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فتاحی عربی زبان اور تفسیر وفقہ میں مہارت رکھتے تھے، آخر الذکر علم ان کا خصوصی موضوع معلوم ہوتا ہے۔ اس مثنوی میں فقہ حنفی کے مطابق جو مسائل بیان کئے گئے ہیں وہ اس مذہب کی نہایت معتبر کتابوں سے ماخوذ ہیں، ایک جگہ (چھ سوویں بیت) انھوں نے اس مسلک کی تین نہایت اہم کتابوں —— قدوری (المختصر فی فروع الحنفیۃ از احمد بن محمد القدوری م ۴۲۸ھ) کنز الدقائق (از عبداللہ بن محمد النسفی م ۷۱۰ھ) اور شرح وقایۃ (الروایۃ فی مسائل الھدایۃ از عبداللہ بن مسعود م ۷۴۷ھ) کا ذکر کیا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مثنوی کے جملہ مضامین معتمد علیہ کتابوں پر مبنی ہیں۔

بعض وقت ائمۂ فقہ کی رائیں کسی مسئلہ میں مختلف ہوتی ہیں لیکن حق انہیں میں دائر رہتا ہے اسلئے جس رائے پر بھی عمل کیا جائے درست ہوتا ہے اس طرح فقہی اختلافوں سے عوام کو عمل کرنے میں سہولت ہوتی ہے، اس اصول کا فتاحی نے بھی خصوصی خیال رکھا ہے، مثال کے طور پر شعر نشان چار سو چوبیس، چار سو تیس اور چار سو اکتالیس دیکھئے، ان سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ مصنف تنگ نظر یا شدت پسند نہیں ہیں فتاحی نے ضمناً اپنے خوش نویس نہ ہونے کا جو ذکر کیا ہے وہ دلچسپی سے خالی نہیں، شاید

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شرقِ مطالعہ کی شدت نے وصلیاں لکھنے کا موقع نہیں دیا۔ فرماتے ہیں :-

شکستہ قلم یہ لکھا ہوں سو میں — درست کر کے سمجھا یہ ہر یک کو تیں — ش ۸۲۵

افتادِ طبع یا عمر کی زیادتی و ہم ذوق رفیقوں کی کمی کی وجہ سے حضرت تنہائی پسند و عافیت کوش معلوم ہوتے ہیں۔ مومنوں سے خواہش کرتے ہیں کہ میرے لئے دعا کرنے کے لئے آئیں مگر زیادہ نہ ٹھہریں

دعا مجھ کرو اور نکل جاؤ رے ٭ کہ راحت منے ٹک مجھے بھاؤ رے

مخطوطہ کے سرورق پر" این کتاب دکھنی در مذہب امام اعظم، تصنیف حاجی محمد رفعتی " لکھا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد رفعتی رحمۃ اللہ علیہ اُن خوش نصیبوں میں تھے جنھیں ڈھائی سو سال پہلے کی سفری صعوبتوں کے باوجود اس فرض کی ادائی کی توفیق ہوئی تھی، فناحی کے حاجی ہونے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ معاشی حیثیت سے خوش گذران اور صاحبِ استطاعت تھے۔

"حاجی" کو نام کا جزو (عَلَم) سمجھنے کی کوئی معقول وجہ نہیں معلوم ہوتی اس کو لقب ہی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ دخانی جہاز کی ایجاد سے پہلے ہندوستانیوں کے لئے حج واقعی ایک امتیازی وصف تھا۔

(۳)

کسی تعلیمی نظم میں تاریخی معلومات ڈھونڈنا گویا سونے کی کان میں موتی تلاش کرنا ہے لیکن خوش قسمتی سے اگر وہاں کوئی جھڑا پڑا مل جائے تو اس کو گم شدہ سمجھ کر اٹھا لینے میں دیر بھی نہیں کرنی چاہیئے۔

اس مثنوی سے معلوم ہوتا ہے کہ فناحی کے زمانہ میں عورتیں شرعی عذر کے بغیر ہی نماز بیٹھ کر ادا کرنے لگی تھیں، یہ رواج شاید شرم و حجاب کے غیر اسلامی تصور پر مبنی تھا، فناحی عورتوں کو ایسا کرنے سے بشدت منع کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

سو عورت مرد ہی کھڑیں ہوئیں تیں — کہ عورت کھڑی نئیں رہتی چھوڑ دیں — ش ۲۵۸

سو عورت کو بھی کر تو تا کید یوں — کھڑی در نماز او نہ رہتی سو کیوں — ر ۲۵۹

ابھی تک قطعیت سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ فناحی کے زمانہ میں دکھن کے اسلامی مدرسوں میں کون کون سی کتابیں کس کس درجہ میں پڑھائی جاتی تھیں، فناحی کے اس بیان " قدوری میں بعضوں کا یہ قول ہے"،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ شرح وقایہ نہ در کنز ہے" سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتابیں اس زمانہ کے عالموں میں متداول معروف تھیں، ممکن ہے شریکِ نصاب بھی ہوں ۔

دکن میں آج سے قریباً تیس پینتیس سال قبل تک بھی گلستاں سے زیادہ "کریما" مقبول رہی۔ زیرِ نظر مثنوی سے معلوم ہوتا ہے کہ پند نامہ سعدی کی یہ مقبولیت تین سو سال پہلے سے چلی آ رہی تھی۔ پند ونصائح کے بعد سعدی نے انسانوں کے فرقِ مراتب و درجات کی جو بے نظیر تصویر کھینچی ہے:۔

یکے پاسبان ویکے بادشاہ ؛ یکے دادخواہ ویکے تاج خواہ' الی آخرہ - غالباً وہی فتاحی کے لئے میدانِ حشر میں لوگوں کے اختلاف احوال کا نقشہ اتارنے کا سبب بنی' فرماتے ہیں ؎

"کسی کو مصیبت کسی کو ثواب ؛ کوئی تلملاتا اچھے جوں کباب

کسی کو کشاکش کسی کو عذاب ؛ کسی کو پلائیں گے کوثر کا آب"

اور جب اللہ تعالیٰ "کسی کو قیامت میں گلشن کرے ؛ کسی کے وہاں عیب روشن کرے" تو

"میرے عیب کا تو ستّار ہو ؛ گناہوں کا میرے تو غفار ہو" اللھم اغفرہ

اس تعلیمی فقہی مثنوی میں یہ دو ضمنی تاریخی اطلاعیں بھی خلافِ توقع ہی ملیں، منفرد و بے ربط ہونے کی وجہ سے ان کی اہمیت ظاہر نہیں ہوتی، دکن کی تہذیبی تاریخ میں جگہ پائیں گی تو غالباً ناقابلِ التفات نہیں رہیں گی۔

(۴)

مصنف کے زمانہ و علاقہ کے اجتماعی ماحول کا جائزہ اور مثنوی کی لسانی خصوصیتوں وغیرہ جیسے موضوعوں پر خامہ فرسائی قبل از وقت ہے۔ ان کی تفصیل فتاحی علیہ الرحمۃ کی دوسری مثنویوں کی تصحیح و ترتیب کے وقت ہی مناسب ہوگی اس لئے ان سے صرفِ نظر کرکے یہاں تعلیمی نظموں کی چند معلوم خصوصیتوں کو یاد دلاتے ہوئے ان امور کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی جائے گی جو اس بے بضاعت کی نظر میں اہم معلوم ہوئے اور جو زیادہ تر اسی مثنوی سے متعلق ہیں۔

لغوی، صرفی، نحوی و عروضی قواعد یا فقہی ضوابط نظم کرنے والے اپنے موضوع کے تنگ دائرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یں محدود رہنے اور اپنے تخیل کو مقید رکھنے پر مجبور ہیں اس لئے وہ موزوں کلام کو شعر کے درجہ تک نہیں پہنچا سکتے، ایسے ناظموں کو دوسری دشواری شعری قالب یعنی بحر کی وجہ سے پیش آتی ہے وہ صرف ایسی ہی بحریں اختیار کر سکتے ہیں جس میں ممکنہ حد تک روانی ہو، ان میں اتار چڑھاؤ نہ ہو یا بہت کم ہو، اور جن کی تکرار خورد سالوں اور کم استعداد لوگوں کی زبان پر گراں نہ ہو، اکثر تعلیمی نظمیں زیادہ تر سالم بحروں میں منظوم کی گئی ہیں کیونکہ ان میں زحافات نہیں ہوتے، تیسری دشواری وزنِ شعر کی وجہ سے پیش آتی ہے، یہ دشواری اگرچہ شاعر و ناظم میں مشترک ہے مگر جب مذکورہ دشواریوں کے ساتھ وزن عروضی کے شروط و قیود کا اضافہ ہو جائے تو پھر کسی تعلیمی نظم کا موزوں کرنا بسا اوقات شعر گوئی سے زیادہ کٹھن ہو جاتا ہے، تعلیمی ناظم کی چوتھی دشواری اس کے مخاطبوں کی کم استعدادی اور ان کے ذخیرۂ الفاظ کی فطری کم مائگی ہے، اصطلاحوں کے ساتھ ایسے الفاظ کا اضافہ جو کمسنوں کے لئے غریب و نامانوس ہوں ان میں موضوع سے رغبت پیدا کرنے کی بجائے وحشت پیدا کرنے کا سبب ہو جاتا ہے۔ اس دشواری کی وجہ سے ناظم کے انتخابِ الفاظ کے دائرہ کا نہایت چھوٹا ہو جانا لازمی ہے، سنسکرت عربی، فارسی یا مقامی زبان سے وہ صرف ایسے ہی الفاظ لے سکتا ہے جو بہت عام ہوں۔ اتنے عام کہ بچے اور نیم خواندہ عوام ان کے معنی سے واقف یا کم سے کم ان سے گوش آشنا ہوں، اُردوئے قدیم کے تعلیمی ناظم کی ان دشواریوں کے سوا ایک اور بڑی دشواری اس زبان کی تکوینی حالت کی وجہ سے پیش آتی تھی۔ آپ واقف ہی ہیں کہ قریباً تین سو سال پہلے اُردو لغت کے ذخیرہ میں غالباً تیس ہزار الفاظ بھی ایسے نہیں ہوں گے جنھیں معیاری اُردو قاموس میں جگہ دی جا سکے، ذخیرۂ الفاظ کی قلت کی وجہ سے ناظم مجبور تھا کہ ایک ہی لفظ ایک سے زیادہ معنوں میں استعمال کرے، ایک ہی لفظ ایک ہی بیت بلکہ بعض وقت ایک ہی مصرع میں مکرر لائے جس سے معنوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، یہ محض ایسے حشو و زوائد ہیں جو وزن برقرار رکھنے یا قافیہ ملانے کے لئے ضروری ہیں۔

عروضی قواعد کی پابندی نہ کرنا یا نہ کر سکنا بھی زبان کی اسی تکوینی حالت کا نتیجہ ہے، دوسری زبانوں کی شاعری، جیسے مثلاً فارسی شاعری بھی اس دَور سے گذر چکی ہے، دکنی شعرا بھی فارسی عروض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اختیار کرنے کے باوجود قافیہ کی مسلّمہ قیدیں بار بار توڑتے رہتے ہیں۔ ایطائے خفی تو کیا ایطائے جلی بھی ان کے یہاں کوئی نقص نہیں، قافیہ کے لئے اشباع، ترخیم اور زیادت وغیرہ کی مثالیں قریباً ہر صفحہ پر مل جاتی ہیں، ہندی لہجہ کے لحاظ سے نماز کا قافیہ راضی۔ نفاس کا قافیہ خلاص یا جبس کا قافیہ عبث بھی مل جاتا ہے۔

عروض یا مسلمہ صرفی قاعدوں سے تجاوز کا ایک اور اہم سبب اس سلسلہ کے آخری ملحوظہ سے واضح ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اکثر تعلیمی نظمیں اصلاً درسی اغراض کے لئے نہیں تھیں کہ طالبِ علم یا کوئی اور سبقاً سبقاً ان کا مطالعہ کرتا، ان کا مقصد صرف اتنا تھا کہ ابتدائی درجہ کے طالبِ علم فقہ، صرف، نحو یا اسی طرح کے بنیادی علوم کے ناگزیر قواعد حفظ کرلیں یا کم سے کم ان سے اچھی طرح مانوس ہوجائیں، نظم کے بالطبع مرغوب ہونے کی وجہ سے طالبِ علم انھیں خوش الحانی یا لَے سے دہراتے رہیں۔ یہاں ناظم کو عروضی قواعد اور فنی ضوابط کی پابندی سے زیادہ صحتِ معنی اور صوتی ہم آہنگی کا خیال رکھنا پڑتا تھا، زبان کی تکوینی حالت کے ساتھ ساتھ یہ واقعہ بھی پیشِ نظر رکھئے تو اردوئے قدیم کے اس نقص کی علت واضح ہوجائے گی کہ اس میں کسی مشدّد حرف کو غیر مشدّد، غیر مشدّد کو مشدّد، متحرک کو ساکن یا اس کے برعکس اور کسی لفظ سے ایک اور بعض وقت دو دو حرف ساقط از تقطیع کیوں کردیئے جاتے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مذکورہ صدر دشواریاں بعض اوقات کسی عام لفظ کی صورت تک کو متغیر کرنے پر مجبور کردیتی ہیں، اصطلاحی الفاظ کو البتہ بہرحال اس کی اصلی شکل و صورت میں ہی لکھا جاتا خواہ وزن و تلفظ میں وہ کتنا ہی متغیر کیوں نہ ہوجائے، مثلاً صلوٰۃ، زکاۃ یا قنوت وغیرہ کو کبھی صلت، زکت یا قنت نہیں لکھا جاتا۔ جو کچھ تغیر ہوتا ہے وہ بھی بہرحال نسبتاً کم ہوتا ہے اس لئے زیادہ عام نہیں ہونے پاتا اور عوام اس سے بآسانی واقف نہیں ہوتے اس وجہ سے مؤلف و کاتب تغیر شدہ لفظ کو متغیر صورت ہی میں نقل کرتے ہیں تاکہ نظم میں اسی طرح پڑھا جائے نہ کہ اس صورت و صوت میں جو فی الواقع از روئے لغت ہے، اس تغیر شدہ املا کی وجہ سے پڑھنے یا سننے والا اس بات سے خبردار ہوجاتا ہے کہ یہاں وزن و صوت برقرار رکھنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے" دکھنی شعراء جیسا بولتے تھے ویسا ہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لکھتے تھے " یہ دعویٰ بلا قید و شرط صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ باختلاف ازمنہ و امکنہ ایک ہی زبان کے لہجوں میں فرق و امتیاز ہو تا ہے اور ہے مگر قدیم ادب اور جدید ادب کے املا میں فرق کی تنہا یہی ایک وجہ نہیں ہے بلکہ تغیر شدہ لفظ کو صوت بند کرنے کی کوشش بھی اختلاف املا کا ایک سبب ہو سکتی ہے ایک ہی نظم میں ایک ہی لفظ کا املا بعض مرتبہ دو طرح پایا جاتا ہے اس کا سبب یہی ہے مگر صوت بندی کی کوشش میں اتنا مبالغہ نہیں کیا جاتا کہ لفظ مسخ ہو جائے اور بالکلیہ نیا معلوم ہو اور جس کی اصل ہی کا پتہ نہ لگ سکے۔ پہننا کو پینا، نہیں کو نئیں یا گرھن کو گراں تو لکھ دیا جاتا ہے کہ اس تغیر کو پہچاننا آسان ہے لیکن بلند کو بلن، قمیص کو قمص، سست و درست کو سس و درس نہیں لکھا جاتا کہ ایسا کرنا نسخ کی بجائے مسخ ہو جاتا ہے، یہ بھی ملحوظ رہے کہ نسخ کی حد تک جو تغیر کیا جاتا تھا وہ بھی طبعاً مصنف کے اختیار تمیزی پر موقوف تھا، تغیر کا کوئی بے لچک قاعدہ موجود تھا اور نہ اس زمانہ میں ایسا کرنا ممکن۔

اختلافِ املا کے دوسرے اسباب کی تفصیل یہاں کچھ بے محل سی ہے، اس کی شرح و تفصیل انشاء اللہ کسی اور وقت کی جائے گی، فی الحال خاص الخاص لغتہ کی بعض ایسی خصوصیتوں کی طرف توجہ دلانا مناسب معلوم ہوتا ہے جنھیں پیشِ نظر رکھا جائے تو متن سے استفادہ کرنے میں دشواری نہیں ہوگی۔

اس مثنوی کی بحرِ متقارب مثمن محذوف الآخر ہے، بعض شعر مقصور الآخر بھی ہیں۔ یعنی فعولن، فعولن، فعولن، فعل یا فعول عروضی تو ایک ہی شعر میں حذف و قصر دونوں کو جائز قرار دیتے ہیں اس لئے ایسا استعمال معیوب نہیں، چونکہ بعض اوزبحروں کی طرح اس بحر کے سب ارکان بھی وتدِ مجموع سے شروع ہوتے ہیں اس لئے صدر، عروض، ابتداء اور عجز (ضرب) میں ہر اس لفظ کو جو ازروئے لغت بہ سکونِ ثانی ہے بہ تحریک باندھا گیا ہے" یا " بطور حرف تخییر اور لفظ نماز و زکوٰۃ جہاں کہیں صدر یا ابتدا میں آئے گا وہاں اس کا الف خارج از تقطیع تصور کیا جائے بشرطیکہ اس کے بعد کا لفظ الفِ وصل سے شروع نہ ہوتا ہو، اسی طرح لفظ دنیا اور ایمان جہاں کہیں صدر، عروض، ابتدا، یا عجز میں آئے وہاں اس کی "یا" خارج از تقطیع سمجھی جائے، مصرعوں کے درمیان جہاں جہاں معیاری لغوی حرکت و سکون سے تجاوز ہوا ہے وہاں برمحل متنبہ کیا جائے گا، یہ جیسا بولتے تھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ویسا باندھتے تھے یا جیسا باندھتے تھے ویسا ہی بولتے تھے کی مثالیں نہیں ہیں۔ معیاری حرکت و سکون سے ایسا تجاوز انھیں مجبوریوں کا نتیجہ ہے جن کی تفصیل گزر چکی، لفظ رمضان ہر جگہ بروزنِ شعبان باندھا گیا ہے حال آں کہ صحیح بحرکاتِ ثلاثہ ہے، یہ اس واقعہ کی مثال ہے کہ جیسا بولتے تھے، ویسا ہی باندھتے تھے مگر اسی کے ساتھ یہ واقعہ بھی نہ بھولئے کہ جب ایک زبان کا لفظ دوسری زبان کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے تو نئے کام و دہن کی خلقی ساخت کے لحاظ سے اس کا صوت و آہنگ بھی بدل جاتا ہے، اس لئے صوت بندی میں اس کی شکل بھی متغیر ہو جاتی ہے۔ ایسی تبدیلی طبعی ہے نہ کہ کوئی غلطی جس کی معذرت پیش کی جائے، رمضان بروزن شعبان اور اس جیسے دوسرے الفاظ مُہنّد ہیں اس لئے اُردو میں وہ سب فصیح و معیاری سمجھے جائیں گے، ان کو عوامی یا مقامی الفاظ سمجھنا درست نہ ہوگا۔

اس مثنوی میں ایسے الفاظ بہت ہی کم ہیں جن کی حیثیت مقامی ہے نہ کہ معیاری، البتہ ایسے الفاظ خاصی تعداد میں آئے ہیں جو پہلے کی بہ نسبت اب کم مستعمل ہیں اور جن کا رواج جنوب کی بہ نسبت شمال میں کم ہو گیا ہے اور ان کا شمار غریب میں ہونے لگا ہے، ان الفاظ کے معنی صرف اس لئے دیئے گئے ہیں کہ عوام بھی اس سے استفادہ کرنے میں کوئی دشواری محسوس نہ کریں۔

مثنوی میں جو فقہی اصطلاحیں آئی ہیں وہ قریباً سب کی سب بہت عام ہیں اس لئے یہاں ان کی وضاحت غیر ضروری تھی، البتہ جہاں اجمال ابہام سا ہو گیا ہے وہاں برمحل وضاحت کر دی گئی ہے۔

سوائے کتب خانہ آصفیہ خاص الفقہ کے کسی دوسرے نسخہ کا کوئی پتہ نشان نہیں ملا اس لئے صرف تین لفظوں کی تصحیح (بیت ۷۳، ۸۶، ۶۳۵) نہیں ہو سکی، ایسے الفاظ کے محاذی مصحح نے اپنی معذوری ظاہر کر دی ہے، مخطوطہ میں متعدد الفاظ دو دو اور بعض صورتوں میں تین طرح نقل ہوئے ہیں، یہاں بیشتر مسودہ کے مطابق ہی بعینہٖ کیا گیا ہے صرف چند جگہوں پہ کو اور تو کے بعد کا نون غنہ نہیں لکھا گیا۔ جن جن الفاظ کا املا صریحاً غلط تھا ان سب کی تصحیح کر دی گئی ہے، ایسے مقاموں پر محترم قاری کو متنبہ کرنے کا کوئی فائدہ نظر نہیں آیا اس لئے تنبیہ غیر ضروری معلوم ہوئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خت سے خارج از تقطیع، خک سے خطائے کتابت اور فش سے ضرورت شعری مراد ہے۔
مثنوی کے متن کی درستی میں استاد محترم میر غلام علی صاحب حاوی نے راقم السطور کی مساعدت فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱ کرنت حمد رب کو سزاوار ہے
جگت کا جو پیدا کرنہار ہے

رنت = بکسر نون۔ سنسکرت = س ورپراکرت = ت، صفت، ہمیشہ = مسلسل، لانہایت۔

۲ دمادم ہزاراں ثنا حمد تام
جو مضروب مخلوق میں سب مدام

= ط۔ میں جو کی بجائے یو۔ خک بمضروب = مشہور

۳ بھی آنیچہ صلوات بر شاہ نر
جو احمد نبی ہیں جو خیر البشر

۴ بھی سب آل و اولاد اصحاب پر
بھی ازواج و اعوان احباب پر

۵ جتے دین کے دین داراں اوپر
مصنف بھی ہور اس کے یاراں اوپر

۶ درود ہور ثنا کی پچھیں بولیا
فقہ کے کتے بند سب کھولیا

۷ محمد فتاحی کیا یوں کتاب
کہ ہریک کو معلوم ہونا شتاب

= فتاحی بروزن عطائی برائے بحر

۸ کہ دکھنی زباں سوں یو بولیا ہوں میں
علم دین کے بند کھولیا ہوں میں

۹ کہ خاص الفقہ نام اس کا تو جان
سو نعماں کے ہے پاک مذہب میں مان

نعمان = امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت م ۱۵۰ھ

۷/

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

در علم ایمان

۱۰ اوّل علمِ ایمان کا جان تو
کر مشغول ہو کر اسے مان تو

۱۱ علم دین کا ہے اسے تو پچھان
بچے گا خلل سوں ترا تو ایمان = بچے - ط میں ب کے بعد نون بھی ہے۔

۱۲ شریعت کی رہ پر تو ہو استوار
شریعت کے حکماں تو کرلے قرار

۱۳ اگر کوئی پوچھے گا کہ کیا ہے ایمان
دگر تو کہے گا مجھے نئیں پچھان

۱۴ اسی وقت کافر تو ہو جائے گا
اسی پر مرے گا تو غم کھائے گا

۱۵ یو عاقل و بالغ اوپر فرض ہے
کہ عورت مرد پر یو جوں قرض ہے مرد = بحر کتیں ۔ ضش

در فرض ہائے ایمان

۱۶ بھی ایمان میں فرض دو ہیں جو چیز
بوجھے گا اسے کوئی جسے ہے تمیز

۱۷ کہ ایمان کا فرض یو یک عیاں
زباں تے تو اقرار کرنا بیاں

۱۸ بھی سچ کر سمجھ دل سے تصدیق دھر
کھتا ہوں تجھے میں عمل اس پہ کر کھتا = کہتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درصفت ایمان : آمنتُ باللہ

۱۹ بھی ایمانَ لیا تو یوسفؐ چیز پہ
خدا ایکَ ہے کہہ یقین جانَ کر

۲۰ اَوّل کہہ خدا پہ میں لیا یا ایماں
جنے جیو دیا ہے مجھے ہور پچھاں

۲۱ او سلطاں اسے کوئی نہیں ہے وزیر
او سُبحاں اسے کوئیَ نہیں ہے نظیر

۲۲ نہ فرزندَ ماں باپؐ عورت دھرے
او واحد احد ہے نہ کثرت دھرے

وملائکتہ

۲۳ بھی ایمانَ دسرا فرشتیاں اوپر
خدا کی او پیدائشُ ہے جان کر

۲۴ سو نورانی جتیّے او دھرتے ہیں سب
مَرگ کے بھی پھاندے یں پڑتے ہیں سب

۲۵ نہ عورت اچھیں ہور نہیں مردَ ہیں
سو کھانے و پینے سوں بے دردَ ہیں

۲۶ شب و روزَ مشغول عبادت میں ہیں
خدا کے حکم پر سعادت میں ہیں

بے درد = مکلّف -
= مشغول کا واؤ خت -
= حکم بجر کتیں فنش

وکتبہ

۲۷ بھی ایمانَ تسرا کتاباں اوپر
جو بھیجا ہے رب نے رسولاں اوپر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۸ نہیں حرف آواز سوں او کلام
ہدایت بشر جن کو اس تے تمام

۲۹ کہہ ایمان اس پر دل و جان تے
کر خوش ہو کے لیا یا بھومان تے — بھومان = عزت، احترام

ورُسُلہ

۳۰ بھی چوتھا رسولاں پہ لیایا ایماں
نبی ھور رسولاں کو سب میں پچھاں

۳۱ او حق تے ہی ہادی و رہبر مدام
خدا سوں او نو پر سو ہونا سلام

۳۲ محمدؐ نبی سب منے خاص ہیں
شریعت حقیقت میں غوّاص ہیں

۳۳ شفاعت ہمن کو کرنہار ہیں
مہر کا چھترا و دھرنہار ہیں

۳۴ نبی کی محبت میں تن تے جدا
دل و جاں کروں میں نبی پر فدا

والیوم الآخر

۳۵ بھی روزِ قیامت سو پنجم ایماں
لے آیا ہوں بے شکّ ھور بے گماں — = شک کا کاف مشدد۔ برائے بحر

۳۶ بڑے زلزلے سوں او دن آئے گا
سو حسرت سبھوں پر گزر جائے گا

۳۷ بزاں بدخلائق سو دوزخ میں جائیں
سو نیکاں خوشی سات جنت میں آئیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ

۳۸ بھلے ھور بُرے پر بھی چھٹّا ایمان = چھٹا بروزن ٹھٹّا برائے بحر
سو لیایا ہوں میں یوں خدا سو پچھان

۳۹ بھلے اور بُرے کا کرنہارا او
ہریک کو گنہ سوں دھرن ہارا او

۴۰ جو کوئی اس کو سمجھے گا دل گیان تے گیان۔ بکسر کاف فارسی۔ اسم مذکر، س = ادراک
سو اکثر مرے گا او ایمان تے

والبعث بعد الموت حق

۴۱ بھی ایمان ستواں بعث پر تو آن = بعث، بحرکتین۔ ضش
سوئے پر قبر تے اٹھیں سب تو مان = قبر، بحرکتیں۔ ضش

۴۲ وہاں تے کدی کوئی نامر کے جائے
کہ دوزخ میں جائے یا جنّت میں آئے = یا کا الف خت۔

۴۳ فنا نئیں ہے اس دو کو ساتھ اھل کے
خبردار نا ہو تو سنگ جُھل کے = جھل بروزن قرب جاہل کی جمع۔ ضش

۴۴ دیکھیں بعض دیدار از چشم سر دیکھیں پہلی یا خت
سو کئی لاکھ جنت میں پائیں وقر

۴۵ کیتے ہیں جو دوزخ میں جا در فراق
ہمیشہ بلا کی سوں بے تاب وطاق طاق = طاقت کی ترخیم

۴۶ بشر جن پہ ایسا ہے مشکل عیاں
خبردار ہوں تو نہاں ھور عیاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

در فرض ہائے اسلام

۴۷ سواس کے پچھیں علمِ اسلام جان
خدا کا ہر یک پر یو ہے فرض مان

۴۸ کر کلمہ شہادت یو ہے جوں قرض
خدا ھور نبی کا شہادت فرض

۴۹ بھی دسرا فرض یو نماز اں کرے
ذرا عذر اس میں کدی نا دھرے

۵۰ زکاتاں کو تیسرا فرض جان کر — فَرَض = بحرکتین۔ ضش
فقیراں کو دینا سدا مان کر

۵۱ بھی چوتھا فرض ہے یو خوش ہو کرے — فرض = " ۔ ضش
سو رمضان کے فرض روزے دھرے

۵۲ سو پانچواں فرض حج کو کرنا ادا — پانچواں کا پہلا الف مخت۔ فرض بحرکتین ضش
میسر تجھے گر دیوے گا خدا

۵۳ یو اسلام کے فرض پانچوں تمام
کر نہار پر حق تے ہونا سلام

در بیان احسان

۵۴ ہے احسان یو ہے تجھے ھوی پچھان
عبادت خدا کا تو یوں کر سُبحان — سُبحان = بالضم دوسرا حرف جیم مہملہ۔ صفت ۔س = عاقل، زکی، باخبر

۵۵ گویا رب کو دیکھیا عبادت منے
حضوری سوں دل رکھ سعادت منے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۵۶ فرض کر خدا کو نہ دیکھیا تو یاں
خدا دیکھتا ہے ترے پر عیاں

۵۷ کہ احسان کہتے سوں یو جان تو
عباد ت میں حاضر قلب آن تو — قلب بحرکتین۔ ضش

۵۸ دعا رفعتی کو کر ایمان پر
سخن تے یو فتاحی کا مان کر

۵۹ نہ بھل فاتحہ سوں کدی اسکے تئیں — بھل = بھول = بھولنا کا صیغہ امر۔ واؤ کا حذف ضش
سو صلوات ہزاراں محمدؐ پہ ہیں — صلوات کا الف خت

در احکام ایمان

۶۰ کہ احکام ایمان کے سات جاں
یو جملے میں تفریق یوں ہے تو ماں

۶۱ کہ احکام ایمان تو بوجھ پانچ
دنیا سوں تعلق یو دھرتے ہیں سانچ — سانچ = سچ = واقعی

۶۲ امن میں ہے ایمان جو لیا تھار — ٹھار۔ بتائے ہندی، سنسکرت میں چوتھا حرف بھی رائے ہندی = قائم، راست یا سیدھا ہونا۔
قتل بند کرنے سوں اے نیک کار

۶۳ نہ کوئی مال ناحق لیوے اس کا کب
بے موجب شرع نا رنجانی سواب

۶۴ کدی نا کرے بدگماں اس اوپر
ہوے حکم دنیا کے پانچ یاد دھر — پانچ کا الف خت

۶۵ حکم آخرت کے دو ہیں جان کے ؛ مرے گا جو ایمان سوں جان کے

۶۶ عذابِ ابد سوں خلاصی اودیا ؛ او آخر سو جنت میں پائے گا جا

(باقی)

© rasailojaraid.com